رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY AL FAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳ | ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ | یوم جمعہ | مطابق ۱۶ اگست ۱۹۳۵ء | نمبر ۴۰

نیشنل لیگ قادیان کا ایک اجلاس عام

مخلص احمدیوں سے سر بکف ہو کر میدانِ عمل میں اترنے کا مطالبہ

قادیان ۱۴ اگست نیشنل لیگ قادیان کا جلسہ آج بعد نماز مغرب مسجد اقصےٰ میں بصدارت جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر نے حسب ذیل لکھی ہوئی تقریر پڑھی:۔

شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر کی تقریر

برادران کرام! گذشتہ دو سال کے عرصہ میں ہم شاید سینکڑوں مرتبہ جمع ہوئے ہونگے تا اپنی مظلومیت اور بعض سرکاری حکام کی احرار نوازی کی داستان ذمہ دار ارکان حکومت تک پہنچائیں۔ اور پھر زور اور طاقت کے ساتھ اسے پھیلانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت کے تعلق کانگرسی اصحاب کا یہ مشہور قول بالکل درست ہے۔ کہ وہ بہت اونچا سنتی ہے۔ ہمیں نہایت ہی افسوس ہے۔ کہ مجلس احرار نے حکومت سے وفاداری رکھنے والی اور مصیبت میں اس کے کام آنے والی جماعتوں کو اس سے منقطع کرنے کے لئے جو پروگرام تجویز کیا تھا۔ وہ ہمارے صوبے کے بعض افسروں کی عاقبت نا اندیشی اور کوتاہ نظری کے باعث بہت حد تک کامیاب ہوتا جا رہا ہے۔ مگر خیر ان تفاصیل میں اس وقت جانا غیر ضروری ہے۔ حکومت اپنے مصالح کو آپ بہتر سمجھ سکتی ہے۔ اور اگر بفرض محال وہ سمجھ نہیں سکتی۔ اور اپنے دشمنوں کے ہاتھوں میں پڑ کر نقصان رساں راستے پر جا رہی ہے۔ تو ہم مشیت ایزدی میں دخل دینے والے کون ہیں۔ میری غرض آج صرف یہ بتانا ہے۔ کہ حکومت تک اپنی داستانِ مظلومیت پہنچانے کا جو حربہ ہم اس وقت تک استعمال کرتے رہے ہیں۔ وہ زنگ آلود ثابت ہو چکا ہے۔ تجربے نے ہمیں بتا دیا ہے۔ کہ وہ کارگر نہیں۔ اور اس سے ہمارے درد کا مداوا محال ہے۔ اس لئے آج ہم یہاں یہ فیصلہ کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ کہ باتوں کا وقت گزر گیا۔ دھواں دھار تقریروں کا زمانہ ختم ہو چکا۔ اور پُر زور قرار دادیں اور ریزولیوشنز پاس کرنے کے دن گذر گئے اور اسی لئے میں آج آپ لوگوں کے سامنے کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کروں گا۔ بلکہ مختصر الفاظ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اب کام کرنے کا دور آیا ہے۔ اب ہم میں سے ہر ایک کو میدانِ عمل میں اترنا ہوگا۔ اور سر بکف ہو کر اترنا ہوگا۔ (ضرور ضرور کی آوازیں) لیکن حکومت برطانیہ کی مخالفت کے لئے نہیں۔ اپنے دشمنوں کو ضرر پہنچانے کے لئے نہیں کسی کی آزادی کے لئے نہیں۔ بلکہ سلسلہ احمدیہ کی عزت کی حفاظت کے لئے۔ اس کے ناموس کے تحفظ کے لئے۔ اللہ تعالےٰ کے مامور و مرسل کی ذات کو گندے اور ناپاک اعتراضات سے مبرا ثابت کرنے کے لئے اور صداقت کو دنیا پر ظاہر کرنے کیلئے آپ لوگ قریباً دو سال سے جس وقت کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اور بوقت ضرورت جن قربانیوں کے لئے تیاری کے پُر جوش وعدے کرتے رہے ہیں۔ ان کا وقت آن پہنچا ہے۔ اب آپ کو شاید ایسے مواقع بہت کم ملیں گے۔ کہ کسی جلسہ میں جمع ہو کر نعرے لگا دیں۔ اور پُر زور الفاظ میں سلسلہ کی خاطر ہر قربانی کا وعدہ کر کے گھروں کو چلے جائیں۔ بلکہ اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ آپ کو عملاً قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اور خدا کی راہ میں ممکن ہے۔ آپ میں سے بعض کو جانیں دینی پڑیں۔ حکومت کی طرف سے انتہائی سزاؤں کا مورد بننا پڑے۔ اور دشمنوں کی طرف سے ہر قسم کی ایذاؤں کا متحمل ہونا پڑے۔ (ہم تیار ہیں کی آوازیں)

سشن جج گورداسپور مسٹر کھوسلہ نے اپنی سرکاری حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے خلاف جو کچھ لکھا ہے۔ ہمیں امید تھی۔ کہ حکومت اس کے ازالہ کے لئے مناسب قدم اٹھائے گی۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ اب یہ ذمہ واری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ کہ ہم ہر جائز طریق سے ان الزامات کی تردید کریں۔ جو زہر ہمارے خلاف پھیلایا گیا ہے۔ اس کے ازالہ کی مناسب تدابیر کریں۔ اور اس کے برے اثرات سے سلسلۂ عالیہ احمدیہ کو محفوظ رکھنے کے لئے ضروری قدم اٹھائیں۔ جن لوگوں نے اس فیصلہ کو پڑھا ہے وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ اس کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور اس کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو آج خدا تعالےٰ کے اس گھر میں جو شعائر اللہ میں سے ہے۔ بیٹھ کر یہ عہد کرنا چاہیئے۔ کہ وہ عملی طور پر ہر قربانی کے لئے تیار رہے گا۔ اور جب بھی ذمہ دار لوگوں کی طرف سے اسے بلایا جائے گا۔ وہ بلا چون و چرا اور بغیر حیل و حجت کے میدان میں آکودیگا۔ اور پھر اس بات کا پورا پورا خیال رکھے گا۔ کہ انتہائی حالات میں اس کے ہاتھ سے شریعت اور قانون کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔ اور اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو۔ جو اسے خدا تعالےٰ یا قانون کی نظر میں مجرم بنا دے۔

پس اے دوستو آپ میں سے جو شخص خدا کے سلسلہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے اپنی جان۔ اپنا مال۔ اپنی عزت و آبرو اور اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہے۔ وہ لبیک کہتا ہوا آگے بڑھے۔ لیکن اچھی طرح یہ سوچ سمجھ کر بڑھے۔ کہ اسے انتہائی مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ایک دفعہ آگے قدم اٹھا کر پیچھے ہٹنا بہادروں کا شیوہ نہیں۔ مومن کی شان سے بعید ہے کہ میدان میں پیٹھ دکھائے۔ اور مشکلات سے گھبرا کر اس رستہ کو جس پر وہ پورے غور و خوض کے بعد گامزن ہوا ہے۔ چھوڑ دے۔ سیل حوادث مردوں کا موہنہ کبھی نہیں پھیر سکتا۔ اور جس طرح شہتیر پانی میں سیدھا تیرتا ہے۔ اسی طرح مومن کا بھی یہی کام ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں مشکلات کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ پس آپ میں سے ہر شخص اچھی طرح سوچ سمجھ لے۔ کہ اب عملاً قربانیاں کرنے کا زمانہ آگیا ہے۔ اس لئے ہر شخص اپنے حالات پر پوری طرح غور کرنے کے بعد اپنے آپ کو پیش کرے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ وقت آنے پر وہ کمزوری دکھائے اور اس طرح جہاں اپنے لئے دین و دنیا کی روسیاہی خریدے۔ وہاں سلسلہ کو بھی اپنے وجود سے نقصان پہونچائے۔ روپیہ پیسہ بیوی بچوں۔ مکانات۔ جائداد۔ زر و اموال کی محبت بعد میں جس شخص کے پاؤں میں لغزش پیدا کر سکتی ہے۔ اسے کوئی مجبور نہیں کرتا۔ کہ میدان عمل میں داخل ہونے والوں میں نام لکھائے۔ جو شخص وقت آنے پر بیوی بچوں کی مشکلات۔ گھر بار کے خطرات اور ذرائع آمد مسدود ہو جانے کے عذرات تراشنے کا خیال رکھتا ہے۔ شرافت اور دیانت و امانت کا تقاضا ہے کہ وہ اسی وقت خاموش بیٹھا رہے۔ اور اپنا نام پیش ہی نہ کرے۔ لیکن جو شخص اپنا نام پیش کرے۔ اس کے لئے وقت آنے پر پیچھے ہٹنا ہرگز مناسب نہ ہوگا۔

یہ مت خیال کرو۔ کہ ہم تھوڑے ہیں ہمارے پاس اموال نہیں۔ فوجیں نہیں دنیوی ساز و سامان نہیں۔ ہر چیز کی کمی ہے اور ساری دنیا سے مقابلہ ہے۔ ہر شخص مخالفت اور ضرر رسانی کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اگر ہم لوگ اخلاص کے ساتھ اور اللہ تعالےٰ پر توکل کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ تو اپنی تمام کوتاہیوں کے باوجود اور اپنی تمام کمزوریوں کے ہوتے ہوئے بھی یقیناً کامیاب ہو کر رہیں گے انشاء اللہ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص قربانی کے لئے تیار ہو۔ اور جو خدا تعالےٰ کی راہ میں مشکلات سے گھبراتے ہیں۔ وہ ابھی کنارہ کشی اختیار کر لیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے۔ کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے۔ اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں۔ تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں۔ اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں۔ اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔ اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا۔ جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو۔ کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے۔ جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پروا نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دیگا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہونگے اور حاسد شرمندہ۔ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی۔ اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے۔ کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں۔ کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلاء سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلا نہیں۔ کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔

من نہ آنستم کہ روزِ جنگ بینی پشت من
آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ درپیش ہیں۔ جن کو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں۔ وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں۔ وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے۔ نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں۔ وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں۔ کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے۔ اور ان کا پچھلا حال ان کے پہلے سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں۔ کیا ہم خدا تعالےٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں۔ ان کو وداع کا سلام لیکن یاد رکھیں۔ کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں۔ تو اس جھکنے کی عنداللہ ایسی عزت نہیں ہوگی۔ جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں۔ کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے" (انوار الاسلام صفحہ ۲۱-۲۲)

اب میں آپ لوگوں کو تحریک کرتا ہوں۔ کہ ہر وہ احمدی جو سرکاری ملازم نہیں۔ اور جس کے راستہ میں کوئی قانونی روک نہیں۔ اور وہ ابھی تک نیشنل لیگ کا ممبر نہیں بنا وہ اب بن جائے۔ اور جلسہ کے اختتام پر اپنا نام لکھوا دے۔ اور پھر ہر ایک ممبر اپنی تمام ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے تمام پہلوؤں کو زیر نظر رکھتے ہوئے اور سب حالات کا موازنہ کرنے کے بعد خدا تعالےٰ کے اس گھر میں عہد کرے کہ سلسلہ کے وقار کے تحفظ کے لئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناموس کو برقرار رکھنے کے لئے قانون اور شریعت کی حدود کے اندر ان سے جس قربانی کا بھی مطالبہ کیا جائے گا۔ اس کے عواقب ان کی ذات اور ان کے متعلقین کے لئے خواہ کس قدر نقصان دہ اور پریشان کن کیوں نہ ہوں۔ وہ ہرگز ہرگز پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اور مومن کہلاتے ہوئے کبھی یہ بے غیرتی گوارا نہ کریں گے کہ ان کا نام غداروں اور بے وفاؤں کی فہرست میں لکھا جائے۔

مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کی تقریر

شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر کے بعد الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

احباب! میرے دوست شاکر صاحب نے نہایت مختصر الفاظ میں وہ بات کہہ دی ہے۔ جو ہم کو اب سمجھنے سے کرنے کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ دنیا میں کوئی قوم ترقی نہیں کرتی۔ جب تک کہ وہ اپنے عمل سے ثابت نہ کر دے۔ کہ وہ نہایت استقلال حوصلہ اور مستعدی کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول کے لئے ہر وقت تیار ہے خداوند تعالیٰ نے ہماری جماعت کو انہی سلفوں کے نقش قدم پر چلایا ہے۔ اسے منہاج نبوت پر قائم کیا ہے۔ یہ جماعت دنیا کی رودوں کے ساتھ بہ جانے والی جماعت نہیں۔ یہ جماعت انسانی خیالات کی پابندی کرنے والی جماعت نہیں۔ بلکہ یہ وہ جماعت ہے جو پانی کے بہاؤ کے خلاف عوام کے خیالات کے خلاف اس صداقت کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے۔ جو اس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے پائی ہے آپ میں سے جو لوگ عمر رسیدہ ہیں اور جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قبل کا زمانہ دیکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ غازی وہ شخص کہلاتا تھا۔ جو دوسروں کے خون سے ہاتھ رنگے۔ اور اس کی خوشی اسی میں ہوتی تھی۔ کہ غیر مسلموں پر ظلم و ستم کرے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت نے ایک حیرت انگیز تغیر پیدا کر دیا ہے۔ آپ نے دنیا کی غلط روکو یک قلم بدل ڈالا ہے۔ جس کے متعلق میری بڑے بڑے انگریز افسروں سے گفتگو ہوئی۔ وہ باتوں باتوں میں کہنے لگے۔ ہم نے تو یہی سنا تھا۔ کہ اسلام آگ اور جنگ کا مذہب ہے۔ یہ صلح و آشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

نیشنل لیگ کے متعلق اہم اور ضروری ہدایات

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۹ ر اگست ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

مَیں نے گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں ذکر کیا تھا۔ کہ خالی دعوے نہ تو دُنیا کو کوئی فائدہ پہونچا سکتے ہیں۔ اور نہ دعوے کرنے والے کو۔ میں افسوس سے دیکھتا ہُوں۔ کہ یہ زمانہ سب سے زیادہ اس مرض میں مبتلا ہے۔ کہ لوگ باتیں بہت کرتے ہیں۔ اور کام کم کرتے ہیں۔ لوگ خیالی اصُول بناتے ہیں ان کے لئے مجلسیں قائم کرتے ہیں۔ ان کی تائید میں ریزولیوشن پاس کرتے ہیں۔ اور ان کو پھیلانے کے لئے پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ لیکن نہ خود ان پر عمل کرتے ہیں۔ اور نہ انہیں حقیقی خواہش اس امر کی ہوتی ہے۔ کہ لوگ ان پر عمل کریں۔ صرف ایک

نمُود اور شہرت

کی خواہش ہوتی ہے۔ جو انہیں لئے لئے پھرتی ہے۔

جو مرض زمانہ میں پھیلا ہُوا ہو۔ وُہ ان جماعتوں پر بھی اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو اس مرض میں مبتلا نہ ہوں۔ یا مبتلا نہ رہنا چاہیں۔ مگر ہمسایوں کے ساتھ رہنے پر مجبور ہوں۔ جب طاعون پڑتی ہے۔ ہیضہ آتا ہے۔ انفلوانزا کا دَورہ ہوتا ہے۔ تو ان سے وُہ لوگ تو متاثر ہوتے ہی ہیں جنکے اندر انہیں قبول کرنے کا مادہ ہوتا ہے مگر بعض وُہ لوگ بھی متاثر ہو جاتے ہیں جو اپنی طرف سے ان سے

بچنے کی پُوری پُوری کوشش

کرتے ہیں۔ گو احتیاط کرنے والے کم مبتلا ہوتے ہیں۔ اور نہ کرنے والے زیادہ۔ مگر شکار دونوں فریق ہوتے ہیں۔ پس اس زمانہ میں جب دُنیا میں

لفظوں سے کام چلانے کی کوشش

کی جاتی ہے۔ اگر ہماری جماعت بھی باوجود تمام نیک ارادوں کے اور باوجود ان تمام سامانوں کے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کے لئے مہیا کئے ہیں۔ ایک حد تک اس میں مبتلا ہو جائے۔ تو یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ لیکن محض اس وجہ سے۔ کہ لوگ ایسے امراض میں مبتلا رہا ہی کرتے ہیں۔ تسلّی نہیں ہو سکتی۔ اگر ہمارے اندر کوئی لغو۔ مضر۔ اور نقصان دہ چیز ہو۔ تو اس کے چھوڑنے کی کوشش کرنی چاہیئے اگر جماعت ریزولیوشنوں۔ زبانی شور وشر اور ظاہری اظہار ناراضگی تک ہی اپنی کوشش کو محدود رکھے۔ تو اسے ہر معقول انسان۔ جو اسلام اور احمدیت کو سمجھتا ہے۔ ناپسند کرے گا۔

اسلام عمل پر زور دیتا ہے

پانچ نمازوں میں سے صرف تین میں بلند آواز سے قرأت پڑھی جاتی ہے۔ اور ان کا بیشتر حصہ بھی خاموشی کی عبادت پر مشتمل ہے اور باقی دو نمازیں بالکل خاموشی سے ادا کرنے کا حکم ہے۔ اس میں ایک سبق ہے۔ کہ باتیں اور باتیں اور باتیں ہی کرتے جانا مفید چیز نہیں۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ نیک ارادہ رکھے اور پھر اس پر عمل کرے۔ اس کا کیا فائدہ ہے کہ یونہی شور کیا جائے۔ کام ہی ہے جس سے

منافق کو مومن سے الگ

کیا جا سکتا ہے۔ باتوں میں تو ہر کوئی شامل ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں منافق سب سے آگے آکر بیٹھتے تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا وُہ لکڑیوں کے ستون ہیں۔ جن پر چھت کا سہارا ہے۔ اور دیکھنے والا یہ سمجھتا تھا۔ کہ یہ لوگ سب سے متبرا ہیں۔ لیکن

کام کے وقت

وُہ بھاگ جاتے تھے۔ باتوں کے وقت کیا پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ کون حقیقی مومن ہے۔ اور کون منافق ہے۔ دھواں دھار تقریریں کرنا اور بڑے بڑے ریزولیوشنز پاس کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ یونہی کاغذ سیاہ کرنے سے کیا فائدہ۔ ریزولیوشن پاس کرکے ایک نقل مجھے۔ ایک الفضل کو اور ایک حکومت کو بھیجدینا کونسا مشکل کام ہے۔ کون ایسا

ذلیل بزدل اور کمزور انسان

ہوگا۔ جو دو حرف لکھ کر شائع نہیں کر سکتا۔ جس چیز میں آکر بزدل رہ جاتے ہیں۔ وُہ کام ہے۔ منافق

حقیقی قربانی کے وقت

کھسک جاتے ہیں۔ جو لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس قدر اخلاص کا اظہار کرتے تھے اور اپنی بہادری کے بڑے بڑے دعوے کیا کرتے تھے۔ جب جنگ احد کا وقت آیا۔ تو رستہ میں ہی چھوڑ کر گھروں کو چلے آئے۔ اور صاف کہدیا۔ کہ یہ لڑائی نہیں۔ موت ہے۔ اور اس میں شامل ہونا خواہ مخواہ قوم کو تباہی کے مونہہ میں لے جانے کے مترادف ہے۔ اس قسم کے آدمی باتوں میں تو شامل ہو سکتے ہیں۔ مگر عمل

ان کی حقیقت

کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اس لئے میں جماعت کو توجہ دلاتا ہُوں۔ کہ پہلے حقیقی قربانی کی رُوح پیدا کرنی چاہیئے۔ اور پھر امید رکھنی چاہیئے۔ کہ کوئی لیڈر پیدا ہو۔ جو راہ نمائی کرے۔ راہ نمائی کے لئے سپاہیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ دُنیا میں کبھی نہیں ہُوا کہ بغیر سپاہیوں کے کوئی بڑے سے بڑا جرنیل بھی کامیاب ہو گیا ہو حتےٰ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی رسُول کو بھی یہ حکم نہیں دیا۔ کہ

اکیلے جنگ کرو

جب تک پہلے لشکر نہ تیار ہو۔ اللہ تعالےٰ نے انبیاء کو بھی اکیلے جنگ کے لئے نہیں بھیجا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے لئے پہلے لشکر تیار ہُوا۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے لشکر تیار ہُوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے لشکر تیار نہیں ہُوا۔ لیکن ان کو جنگ کا حکم بھی نہیں دیا۔ بلکہ کہا۔ کہ جاؤ اور

سُولی پر چڑھ جاؤ

اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں جو کام تلوار سے لیا۔ وُہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سولی سے لے لیا۔ گو وہ جس ذریعہ سے چاہے۔ کامیابی عطا کر دیتا ہے۔ اس نے

مومن سے قربانی

لینی ہے۔ جس رنگ میں چاہے لے لے پس یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اگر فوج نہ ہو۔ تو اللہ تعالےٰ کے پاس کامیابی کا کوئی ذریعہ ہی نہیں اللہ تعالےٰ کو اپنے قوانین کا خود احترام ہے جس طرح دُنیوی بادشاہوں کو بھی ہوتا ہے۔ اور وُہ ان قوانین کا احترام کرتے ہُوئے اپنے

دین کی کامیابی

کا کوئی نہ کوئی ذریعہ نکال لیتا ہے۔ اور ہمیں یقیناً رکھنا چاہیئے۔ کہ اس زمانہ میں بھی کوئی نہ کوئی رستہ اس نے کامیابی کا مقرر کیا ہے۔ مگر صاف ظاہر ہے۔ کہ وُہ رستہ تلوار کا نہیں ہو سکتا۔ ورنہ سپاہی بھی ساتھ ہوتے۔

پس

اس زمانہ میں کامیابی کا رستہ

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح سولی پر چڑھنے کا رستہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ ہم میں سے جو لوگ دعوے کرتے ہیں۔ کیا وہ

سولی پر چڑھنے کو تیار

بھی ہو سکتے ہیں۔ قید و بند کے مصائب جھیل سکتے ہیں۔ ماریں اور جوتیاں کھا سکتے ہیں۔ گالیاں سن سکتے ہیں۔ لٹھ کھانے کے لئے تیار ہیں۔ یا اور کسی رنگ کے مصائب جو ان کے لئے مقدر ہیں۔ اٹھانے کو تیار ہیں۔ اگر تیار ہیں۔ تو ان کے لئے کامیابی بھی یقینی ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کسی اور جماعت کو کھڑا کر دے گا۔ تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے۔ کہ اپنے وطن۔ اور اپنی جان و مال کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے۔ جس سے اللہ تعالےٰ

کامیابی کا رستہ

کھولتا ہے۔ اور اگر جماعت ان چیزوں کے لئے تیار نہیں۔ تو وہ کبھی بھی کامیابی کا مونہہ نہیں دیکھ سکتی۔ خواہ لاکھ سال ریزولیوشنز پاس کرتی رہے۔ ریزولیوشنز سے نہ خدا خوش ہو سکتا ہے۔ اور نہ اس کے بندے اور نہ کوئی معقول انسان انہیں مفید سمجھ سکتا ہے اسی لئے میں نے توجہ دلائی تھی۔ کہ سوائے تقریروں کی بجائے اپنے آپ کو منظم کریں میں نے ایک رستہ بتایا تھا۔ اور وہ

نیشنل لیگ کا رستہ

ہے۔ اللہ تعالےٰ نے دنیا میں کامیابی کے لئے دو طریق رکھے ہیں۔ ایک تقدیر کا اور ایک تدبیر کا۔ جب اللہ تعالےٰ کسی انسان کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ تو اس کے لئے یہ دونوں چیزیں رکھتا ہے۔ اس کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں برکت دیتا ہے۔ اور دنیا سمجھتی ہے۔ اس کی تقدیر اچھی ہے۔ پھر اسے عقل و فہم عطا کرتا ہے۔ اور لوگ سمجھتے ہیں۔ یہ اچھا مدبر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہم کو

قانون کے احترام کا حکم

دیا ہے۔ اس لئے ہم سب سے ہر ایک سوائے سرکاری ملازموں کے اور سوائے ایسے لوگوں کے جن کے حکومت کے ساتھ تعلقات کی نوعیت مانع ہو۔

تدبیر کی تلوار

چلا سکتا ہے۔ اور اگر خدا تعالےٰ پر توکل ہو۔ تو خدا تعالےٰ اس میدان میں بھی ہمیں ایسی ترقی دے سکتا ہے۔ جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوتی۔ جو لوگ اخلاص سے اللہ تعالےٰ کے بندے بن جاتے ہیں۔ ان کی عقلیں بھی تیز ہو جاتی ہیں۔ باوجود اس کے کہ مکہ تعلیم میں پیچھے تھا۔ مگر پھر بھی وہاں پڑھے لکھے لوگ موجود تھے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالکل ان پڑھ تھے۔ پھر مکہ میں ایسے لوگ بھی موجود تھے۔ جو

دیگر ادیان کے متعلق واقفیت

رکھتے تھے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی بھی کوئی واقفیت نہ تھی۔ مگر جب اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس مقام پر کھڑا کیا۔ جس کا دنیا کو مدت سے انتظار تھا۔ تو آپ کو ایسی فراست اور عقل عطا کی۔ کہ آج بھی ساری دنیا آپ کے علوم کو دیکھ کر حیران ہوتی ہے آپ نے فنون جنگ میں تعلیم میں تربیت میں علم النفس میں۔ تجارتی امور میں ایسی اصلاحات فرمائی ہیں۔ اور چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی باتوں میں ایسی تعلیم دی ہے کہ دنیا دنگ ہے۔ آج کل

تجارت میں

سب سے زیادہ زور ریکارڈ اور رسیدوں پر دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ تعلیم آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اور قرآن کریم میں موجود ہے آج کہا جاتا ہے۔ کہ

عورتوں کی تعلیم

کے بغیر ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر اتنا زور دیا کہ فرمایا۔ جس شخص کی دو لڑکیاں ہوں۔ اور وہ ان کو تعلیم دلائے اور اچھی تربیت کرے۔ اللہ تعالےٰ اسے جنت میں گھر عطا کرے گا غرض جتنی باتیں دنیا کی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ سب اسلام میں موجود ہیں۔ اور جو باتیں مضر سمجھی جاتی ہیں۔ ان سے

اجتناب کا حکم

ہے۔ غور کرو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علوم کہاں سے حاصل ہوئے۔ خدا تعالےٰ کے سوا کسی نے آپ کو یہ نہیں سکھائے کیونکہ دنیوی طور پر تو آپ دستخط کرنا بھی نہ جانتے تھے۔

پس یاد رکھو۔ اگر

خدا تعالےٰ پر توکل

کرتے ہوئے اس کام کو تم کرو گے۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمہیں ایسے غیبی علوم دیئے جائیں گے۔ کہ جن باتوں کو تم آج نہیں سمجھ سکتے۔ کل تم حیران ہو گے۔ کہ یہ باتیں کسی کی نظر سے مخفی رہ کس طرح سکتی ہیں۔ گذشتہ خطبہ کے سلسلہ میں ہی میں آج بعض ضروری باتیں بیان کرتا ہوں۔

پہلی چیز

تو یہ ہے کہ جن لوگوں کو قانونی لحاظ سے نیشنل لیگ میں شامل ہونے میں کوئی روک نہیں۔ وہ اپنے نام لکھوا دیں۔ اس کے بعد اپنے اپنے ہاں سیاسی انجمنیں بنائیں اور مرکزی جماعت سے ان کا الحاق کریں اور اس کے بعد وہ باتیں جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ ان پر عمل کریں۔ میرے خطبات کو اگر غور سے پڑھیں۔ تو ان میں سے بہت سی باتیں وہ نکال سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ گو میں نے کہا ہے۔ کہ اگر ایسا موقعہ آئے۔ جب لیگ کو میری ہدایت کی ضرورت ہو۔ تو میں اس سے دریغ نہ کروں گا۔ لیکن پھر بھی انہیں چاہیئے کہ خود اپنے نفسوں پر زور دے کر ایسی باتیں معلوم کریں۔

بعض موٹی موٹی باتیں

میں بیان بھی کر دیتا ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ کچھ لیڈر ہوتے ہیں۔ اور باقی متبع۔ اور زندہ قومیں جانتی ہیں۔ کہ

لیڈروں کی قیمت

کیا ہوتی ہے۔ جب کسی قوم کے متعلق یہ معلوم کرنا چاہو۔ کہ وہ زندہ ہے یا مردہ۔ تو یہ دیکھ لو۔ کہ وہ اپنے لیڈروں کی عزت کرتی ہے۔ یا نہیں۔ جو شخص اپنے سر کو نہیں بچاتا۔ وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر سر سلامت ہو۔ تو ٹانگیں خواہ ٹوٹی ہوئی ہوں۔ پیٹ میں گولی لگی ہوئی ہو۔ پھر بھی انسان کچھ کام کر سکتا ہے۔ مگر جب سر نہ ہو۔ تو باقی سب کچھ سلامت ہونے کے باوجود انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ جاہل لوگ کوشش کرتے ہیں۔ کہ اپنے لیڈروں کو پہلے قربان کریں وہ اس کا نام نیک نمونہ رکھتے ہیں۔ مگر یہ

بے وقوفی کی علامت

ہے۔ اگر کوئی بزدل ہے۔ تو وہ لیڈری کا مستحق ہی نہیں۔ لیکن جب کسی کو لیڈر بنا لیا جائے تو پھر اسے پہلے قربان کرنے کی کوشش کرنا حماقت ہے۔

پس تمہاری

پہلی کوشش

تو یہ ہونی چاہیئے۔ کہ ایسے لوگوں کو لیڈر بناؤ۔ جو مخلص۔ قربانی کرنے والے اور فرض کی خاطر جان دینے سے ڈرنے والے نہ ہوں۔ لیڈری کے لئے ایسے ہی لوگ تلاش کرو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ان اللّٰہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا۔ جو اہل ہوں۔ ان کو لیڈر بناؤ۔ اور جب بنا لو۔ تو پھر اس بات کو کبھی فراموش نہ کرو۔ کہ

لیڈر بمنزلہ دماغ کے ہے

اور دوسرے لوگ ہاتھ پاؤں ہیں۔ اس لئے اس کی بہادری کا امتحان نہ کرو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہادر کون ہو سکتا تھا۔

جنگ حنین کے موقعہ پر

غفلت کی وجہ سے جب اسلامی لشکر پراگندہ ہو گیا۔ اور صرف بارہ آدمی آپ کے ساتھ رہ گئے۔ اس وقت چار ہزار تجربہ کار تیر انداز جھاڑیوں میں بیٹھے تیروں کی بارش برسا رہے تھے۔ سپاہی سب بھاگ چکے تھے۔ اور یہی وقت لیڈر کی بہادری ظاہر ہونے کا تھا۔ صحابہ نے آپ سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ یہ آگے بڑھنے کا وقت نہیں۔ جب تک لشکر دوبارہ جمع نہ ہو۔ آپ بھی واپس چلیں۔ حتیٰ کہ ایک شخص نے آگے بڑھ کر آپ کی سواری کی باگ پکڑ لی۔ کہ خطرہ کی حالت ہے۔ آگے جانا درست نہیں۔ مگر آپ نے سواری کو ایڑ لگائی۔ اور

انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب

کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ میں سچا نبی ہوں۔ جھوٹا نہیں ہوں۔ ایسے موقعہ پر بھاگ نہیں سکتا۔ اور پھر تم یہ بھی خیال نہ کرنا۔ کہ میں اپنے اندر خدائی طاقتیں رکھتا ہوں میں انسان ہوں۔ اور عبد المطلب کا بیٹا ہوں آخر اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان کر دیئے۔ کہ لشکر پھر جمع ہو گیا۔

اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بتادیا۔ کہ آپ کسی خطرہ سے نہیں ڈرتے تھے گر باوجود اس کے

بدر کے موقعہ پر

صحابہ نے بڑے اصرار سے آپ کے لئے پیچھے ایک جگہ بنائی۔ اور ایک تیز رو اونٹنی پاس باندھ دی۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ مدینہ میں بعض ہمارے بھائی ہیں جنہیں علم نہ تھا۔ کہ ایسی خطرناک جنگ ہونے والی ہے ورنہ وہ لوگ ہم سے کم اخلاص رکھنے والے نہ تھے۔ وہ سب یہاں آتے۔ اب کفار کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور ہم تھوڑے ہیں۔ ان کے پاس سامان بہت ہے۔ اور ہمارے پاس کم۔ ممکن ہے۔ ہم مارے جائیں اس لئے ہم نے تیز ترین اونٹنی آپ کے پاس باندھ دی۔ اور گارد مقرر کردی ہے جو آخری دم تک آپ کی حفاظت کرے گی لیکن اگر گارد کے آدمی بھی مارے جائیں تو آپ اس اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ میں پہونچ جائیں۔ وہاں ایک ایسی جماعت ہے۔ جو اسلام کے لئے

اپنے خون کا آخری قطرہ

بہادیگی۔ صحابہ نے اس وقت یہ نہیں کہا۔ کہ آپ تو خدا کے رسول ہیں۔ خدا کی خاص حفاظت میں ہیں۔ آپ کو نمونہ دکھانا چاہیئے آپ پہلے میدان میں نکلیں۔ اور بعد میں ہم نکلیں گے۔ حضرت موسےٰ علیہ السّلام کی قوم کی مثال تمہارے لیکچرار ہمیشہ دیتے ہیں اور میں بھی دیا کرتا ہوں۔ اس نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے یہی کہا تھا۔ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون کہ آپ جائیے۔ آپ خدا کے رسول ہیں۔ اس لئے آپ پر وہ کوئی مصیبت نہ لائیگا اور خدا پر تو کوئی مصیبت آہی نہیں سکتی اس لئے آپ دونوں جاکر لڑیں۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ جب فتح حاصل ہو جائیگی۔ تو آجائیں گے لیکن صحابہ نے آپ کی لیڈری کا تجربہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ آپ بمنزلہ دماغ کے ہیں۔ اگر آپ کو نقصان پہونچا۔ تو دنیوی لحاظ سے پھر اسلام کی کامیابی کی کوئی سبیل نہیں۔ اس لئے انہوں نے آپ کو اصرار سے پیچھے بٹھایا۔ اور جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے پہلے مشورہ کیا۔ تو ایک انصاری نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم موسےٰ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے۔ کہ جاؤ تم اور تمہارا رب لڑتے پھرو۔ ہم سچے دل سے ایمان لائے ہیں۔ اور اگر جنگ ہوئی۔ تو ہم آپ کے آگے لڑینگے۔ پیچھے لڑینگے۔ دائیں لڑیں گے اور بائیں لڑیں گے۔ اور دشمن آپ تک ہرگز نہیں پہونچ سکیگا۔ جب تک کہ وہ ہماری لاشوں کو روند کر نہ آئے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا۔ کہ ہم پیچھے رہتے ہیں۔ اور آپ آگے جائیں۔ آپ کے بعد ہم آئیں گے۔ تو عقلمند جماعتیں ہمیشہ

اپنے لیڈروں کی حفاظت

کرتی ہیں۔ پس جن لوگوں کو لیڈر بناؤ۔ تمہارا فرض ہے۔ کہ خود قربانی کرکے بھی ان کی حفاظت کرو۔ جس حد تک میرا معاملہ تھا۔ میں نے کبھی اس قسم کی تحریک نہیں کی۔ اور اپنے

اکیس سالہ عہد خلافت میں

یہ بات کبھی پیش نہیں کی۔ لیکن اب چونکہ دوسروں کا معاملہ ہے اس لئے میں بغیر کوئی شرم محسوس کئے تم کو نصیحت کرسکتا ہوں۔ کہ منافق تمہارے پاس آئینگے۔ اور کہینگے کہ یہ اچھے لیڈر ہیں۔ جو خود پیچھے رہتے اور دوسروں کو آگے کرتے ہیں۔ لیکن تمہارے دل میں یہ سوال پیدا ہی نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ یہ سوال ہونا چاہئے۔ کہ خود لیڈروں کو پیچھے کرو اور آپ آگے بڑھو یاد رکھو جو بزدل ہے وہ لیڈری کے قابل ہی نہیں۔ اور جسے تم لیڈر بنالیتے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ تمہارے نزدیک وہ

بہادر اور عقلمند

ہے۔ اور تم اس کی بہادری اور دانشمندی کا اقرار کرتے ہو۔ اور جب ایک دفعہ تسلیم کرلیا۔ تو پھر دوبارہ امتحان کا مطلب ہی کیا ہوسکتا ہے۔ اگر اس کے متعلق کوئی شبہ تھا۔ تو پہلے بنانا ہی نہیں چاہئے تھا۔ اور جب بنا لیا۔ تو پھر تمہارا فرض یہی ہے۔ کہ خود آگے بڑھو۔ اور اسے کہو کہ آپ ہمارے سر کی حفاظت کے لئے پیچھے رہیں۔ پس ایک تو یہ نصیحت ہے۔ جو میں کرتا ہوں۔ دوسری وہ ہے جس کی طرف خصوصیت سے

اللہ تعالیٰ نے مجھے توجہ دلائی ہے

میں نے پچھلے جمعہ میں بھی کہا تھا۔ اور اس کی تصدیق میں مجھے ایک الہام بھی ہوا ہے۔ میں نے کہا تھا۔ کہ

شریعت اور قانون کے خلاف

کوئی کام کرکے ہماری فتح نہیں کہلا سکتی۔ بلکہ اس طرح تم اپنے آپ کو بدنام اور رسوا کرلوگے۔ تین چار روز کی بات ہے۔ میں پالم پور میں ہی تھا۔ اور صبح کی نماز کے لئے آنے کو تیار تھا۔ چارپائی سے پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھا تھا۔ کچھ سستی کی سی حالت تھی۔ کہ جاگتے ہوئے میرے قلب پر یہ فقرہ نازل ہوا "تم گناہ سے افسردگی اور افسوس تو پیدا کرسکتے ہو مگر ہمدردی نہیں"۔ دنیا میں ہمیشہ

دو ہی قسم کے ذرائع

استعمال کئے جاتے ہیں۔ گناہ کے یا نیکی کے۔ نیکی کا ذریعہ بسا اوقات زیادہ قربانی چاہتا ہے۔ اور گناہ کا کم۔ لیکن اصل فتح وہی ہوتی ہے۔ جو نیکی کے ذریعہ سے ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کئی جنگیں ہوئیں۔ جن میں کفار مارے بھی گئے۔ لیکن اگر اس طرح جنگیں کرنے کے بجائے صحابہ یہ کرتے۔ کہ ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ وغیرہ مخالفین کے ہاں جاکر نوکر ہو جاتے۔ اور موقعہ پاکر قتل کردیتے۔ تو ایسا کرسکتے تھے۔ مگر انہوں نے ایسا کیا نہیں۔ اگر وہ ایسا کرتے۔ تو یہ طریق ان کی نیک نامی کا موجب نہ ہوسکتا۔ بسا اوقات مشابہ واقعات بھی مخالف کے لئے اعتراض کا موقعہ پیدا کردیتے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں

دو واقعات

ہی ایسے ہوئے ہیں۔ اور وہ اگرچہ بالکل جائز اور درست تھے۔ اور ایسے علاقوں میں اور ایسے حالات میں رونما ہوئے۔ کہ انہیں ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ مگر آج تک دشمن ان کی بنا پر اعتراض کرتے آتے ہیں۔ بدر اور اُحد وغیرہ جنگوں میں بھی دشمن مارے گئے اور اس کے مقابل پر باطنی فرقہ والوں نے بھی بڑے بڑے مسلمانوں کو مارا۔ حتےٰ کہ مشرق قریب میں تمام بڑے بڑے مسلمانوں کو انہوں نے مار دیا۔ مگر آج باطنیوں کا نام ذلت سے لیا جاتا ہے۔ لیکن صحابہ نے بھی دشمنوں کو مارا۔ مگر ان کا یہ فعل ذلیل نہیں سمجھا جاتا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی

جب عیسائیوں سے لڑ رہا تھا۔ تو باطنی اس کو مارنے کی تجویزوں میں تھے۔ اور تین بار اس پر حملہ ہوا۔ مگر وہ بچ جاتا رہا ایک دفعہ ایک باطنی اس کے پاس آکر نوکر ہوا۔ اور اس نے اس قدر اعتماد حاصل کرلیا۔ کہ خاص سلطان کے خیمہ کا پہرہ دار مقرر ہوگیا۔ ایک روز جب سلطان نماز پڑھ رہا تھا۔ وہ اسکی طرف بڑھا۔ مگر مصلےٰ سے ٹھوکر کھاکر گرا۔ سلطان نے اس کی نیت کو بھانپ کر سجدہ میں ہی اس کی گردن پکڑ لی۔ اور جب دیکھا تو اس کے پاس خنجر تھا۔ اس میں تو شک نہیں۔ کہ وہ دلیر لوگ تھے۔

قربانی کی رُوح

بھی رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک عیسائی بادشاہ فلپ نامی باطنی سردار سے ملنے گیا تاسلطان صلاح الدین کے خلاف اس سے امداد حاصل کرے۔ جس مکان میں وہ بیٹھے تھے۔ وہ ایک بلند عمارت تھی۔ جس کی کھڑکیوں کے اردگرد پہریدار کھڑے تھے۔ سردار نے عیسائی بادشاہ سے کہا کہ تم میری طاقت کو سمجھ نہیں سکتے۔ میری طاقت اس سے بہت زیادہ ہے۔ جو خیال کی جاتی ہے۔ اور اس کے اظہار کے لئے اس نے سر کو کھڑکی کی طرف ذرا سی جنبش دی۔ جسے دیکھتے ہی اس طرف کے دو تین پہریداروں نے چالیس پچاس فٹ کی بلندی سے اپنے آپ کو نیچے گرادیا۔ اور بالکل ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ اس پر اس نے کہا یہ مت خیال کرو۔ کہ یہ لوگ اپنے انجام سے واقف نہ تھے۔ اور اسکا ثبوت پیش کرنیکے لئے اس نے سر کو دوسری طرف جنبش دی۔ اور اس طرف کے پہریداروں نے بھی اپنے آپ کو یکدم نیچے گرادیا۔ اور گرتے ہی مرگئے۔ عیسائی بادشاہ تو یہ دیکھکر اس قدر گھبرایا کہ اس نے کہا۔ اس وقت میری طبیعت خراب ہے۔ میں سفیر کے ذریعہ بات چیت کرونگا لیکن اس قدر بڑی قربانیوں کے باوجود باطنیوں نے چونکہ

ناجائز ذرائع

اختیار کئے۔ اسلئے وہ کوئی بڑا کارنامہ نہ کرسکے

پس کامیابی کے لئے ایک طرف تو

باطنیوں سے زیادہ قربانی کی روح

چاہیئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صحابہ کرام سے دریافت کیا کہ جنگ کے بارہ میں ان کی کیا رائے ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ سامنے سمندر ہے حضور حکم دیں تو ہم گھوڑے سمندر میں ڈال دیں حالانکہ سمندر میں گھوڑا ڈالنے پر گمان خیال ہوسکتا تھا۔ کہ وہ دوسرے ساحل پر جا پہونچیگا۔ اس کا مطلب یقینی موت تھی۔ مگر صحابہ اس پر بالکل آمادہ تھے۔ پس ایک طرف تو یہ روح ضروری ہے اور دوسری طرف نیکی بھی ضروری ہے۔ جب تک انسان نیکی اختیار نہ کرے۔ اس وقت تک وہ

افسردگی اور افسوس

تو پیدا کرسکتا ہے۔ مگر ہمدردی نہیں اور خداتعالیٰ کی طرف سے جو جماعتیں قائم ہوتی ہیں۔ ان کا فرض یہ ہوتا ہے۔ کہ دوسروں کو اپنے ساتھ شامل کریں۔ اور افسردگی اور لوگ پیدا کردینے سے کوئی تقریب نہیں آتا۔ بلکہ لوگ دور بھاگتے ہیں۔

مومن کا کام

یہ ہے کہ ایسے ذرائع اختیار کرے۔ کہ دل اس کی طرف مائل ہوں۔ پس تم بدلہ لو۔ مگر ایسی شرافت سے کہ دنیا یہ سمجھے کہ انہوں نے جو کچھ کیا ہے خود حفاظتی کے لئے کیا ہے۔ اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ اور جسے دیکھ کر ہر شخص کہہ اٹھے کہ یہ ایسا نمونہ ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

پس پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ

اچھے لیڈر ہوں

اور ایسے لیڈر تلاش کرو۔ جن پر تمہیں یقین اور اعتماد ہو۔ اور پھر ان کو قربان کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اگر کوئی منافق آکر کہے کہ یہ پیچھے رہتے ہیں۔ تو اس سے کہدو۔ کہ انہیں پیچھے ہی رہنا چاہیئے۔ بلکہ اگر وہ آگے آنا چاہیں تو بھی ہم انہیں آگے نہ آنے دیں گے۔ تیسرے یہ کہ جو ذرائع اختیار کرو۔ وہ

نیکی اور تقویٰ کے ذرائع

ہوں۔ چوتھی نصیحت میں یہ کرتا ہوں کہ اپنی تنظیم کو وسیع کرو۔ اور اس کے دو ذرائع ہوسکتے ہیں۔ اس وقت ہماری جو مخالفت ہورہی ہے اس کے ہوتے ہوئے امید نہیں کی جاسکتی۔ کہ دوسرے لوگ سیاسی کام کے لئے بھی ہماری ایسی مجالس میں شریک ہو جائیں گے۔ جن کا مقصد یہ بھی ہو کہ سلسلہ احمدیہ کی حفاظت کی جائے۔ ہوسکتا ہے۔ بعض لوگ شامل ہو بھی جائیں۔ مگر بہت کم ہونگے۔ اس لئے میں

دو تجویزیں

بتاتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ جہاں جہاں جماعتیں ہیں۔ وہ اپنے اپنے ہاں لیگیں قائم کریں۔ لیکن اس طرح دوسرے لوگ چونکہ کم شامل ہونگے۔ اس لئے دوسری تجویز یہ ہے کہ ان کی ایک اور اقتصادی شاخ قائم کی جائے جو نیشنل لیگ کے عام نظام سے الگ ہو اور اس کا کام

مصیبت زدوں سے ہمدردی

ہو۔ مثلاً اس وقت زمیندار بے چارے سخت مصیبت میں ہیں۔ ان کی اقتصادی حالت اچھی نہیں۔ وہ قرضوں کے بوجھ کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ مگر حکومت سب سے کم توجہ ان کی طرف کرتی ہے۔ لائل پور میں زمیندارہ کانفرنس ہوئی تھی۔ تو اس کے لئے میں نے ایک مضمون لکھا تھا۔ گورنمنٹ نے اس کے وہ حصے جو اس کے مفید مطلب تھے کسی اور کے نام سے ہزاروں کی تعداد میں شائع کرکے تقسیم کئے تھے۔ اسی طرح دوسرے لوگوں نے بھی اپنے اپنے مفید مطلب حصص علیحدہ علیحدہ شائع کئے تھے۔ اور اس طرح اس کی اشاعت ملک میں کئی لاکھ کی ہوگئی تھی۔ اس میں

زمینداروں کی ترقی کی بعض تجاویز

تھیں۔ جن پر اگر عمل کیا جائے۔ تو زمینداروں کی حالت بہتر ہوسکتی ہے۔ پس ایک سب کمیٹی ایسی بنائی جائے۔ جس کا کام ہی یہ ہو۔ کہ ویسی ہی کمیٹیاں مختلف مقامات پر قائم کرے اس میں ہر قوم و ملت کے لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔ جب میرا مضمون

زمیندارہ کانفرنس لائل پور

میں پڑھا گیا۔ تو بعض علاقوں سے سکھوں نے یہ خواہش کی۔ کہ اگر آپ رہنمائی کریں تو ہم کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر چونکہ مرکز سکھوں کی طرف سے اس پر عمل نقصان دہ ہوسکتا تھا۔ کیونکہ جب تک پورے طور پر اعتماد نہ ہو کام نہیں چل سکتا۔ اس لئے یہ تحریک نہ چل سکی۔ سوائے اس کے کہ اضلاع راولپنڈی اور کیمل پور کے زمینداروں کے ایک بڑے مجمع میں جس کی تعداد بیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ وہ مضمون پڑھا گیا۔ اور پاس کیا گیا کہ اس کے بغیر ہماری ترقی محال ہے۔ پس ایسی سب کمیٹیوں میں جن کا کسی سیاسی پروگرام سے تعلق نہ ہو۔

ہندو اور سکھ

بھی شامل ہوسکتے ہیں۔ پنجاب کے ہندو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جو تحریک زمینداروں کے فائدہ کے لئے ہو۔ اس سے صرف مسلمان ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ حالانکہ دوسرے صوبوں میں سب

بڑے بڑے زمیندار ہندو

ہیں۔ اگر ایک صوبہ ہیں یا اگر سرحد کو بھی شامل کرلیا جائے تو دو میں مسلمانوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ باقی سب صوبوں میں تو ہندوؤں کا فائدہ ہے۔ آبادی کے لحاظ سے بھی برما کو علیحدہ کرکے ہندوستان کی آبادی ۳۲ کروڑ ہے۔ اور پنجاب و سرحد کی پونے تین کروڑ گویا دسویں حصہ سے بھی کم ہے۔ پھر اس میں ہندو اور سکھ زمیندار ہیں۔ اور ان کو نکال کر مسلمانوں کا حصہ سولہواں سترہواں ہوتا ہے۔ گویا سارے ملک میں

مسلمان زمیندار

اتنی تعداد میں ہیں۔ کیونکہ پنجاب سے باہر دوسرے صوبوں میں مسلمانوں کی کثرت انہی اقوام پر مشتمل ہے۔ جنہیں کمین سمجھا جاتا ہے اس لئے پنجاب میں زمینداروں کی ترقی کے لئے جو سکیم ہو۔ اس میں اگر ہندو شامل ہو جائیں۔ تو وہ باقی صوبوں میں ان کے لئے فائدہ کا موجب ہوگی۔ پس

زمینداروں کی ترقی کا سوال

قومی نہیں بلکہ خالص ہندوستانی ہے۔ اور اگر اس کا پورے طور پر اعلان کیا جائے تو ہندوؤں کی تجارتی قومیں بھی اس میں شامل ہوسکتی ہیں۔ میں تو کہا کرتا ہوں۔ کہ زمیندار بنیوں کی بھینس ہیں۔ اور کوئی بھینس بغیر چارہ کے دودھ نہیں دے سکتی۔ ہر شخص کوشش یہی کرتا ہے۔ کہ کچھ زیادہ خرچ کرکے بھی ایسی بھینس حاصل کرے۔ جو زیادہ دودھ دیتی ہو۔ کیونکہ جو زیادہ دودھ نہیں دیتی۔ اور جو دیتی ہے ان پر چارے کا خرچ یکساں ہی ہوگا۔ اس طرح

بنیوں کا فائدہ

اسی میں ہے کہ زمینداروں کی مالی حالت اچھی ہو۔ مثلاً آج اگر زمیندار کہدیں۔ کہ ہم قرض ادا نہیں کرسکتے تو ساہوکار کیا کرسکتے ہیں۔ لیکن زمیندار اگر آسودہ حال ہوجائیں تو قرضہ کی وصولی کی زیادہ امید ہوسکتی ہے۔ پس اگر عقلمندی سے تاجر اقوام کو سمجھایا جائے تو وہ بھی ایسی تحریک سے ہمدردی کریں گی۔ اور اس طرح لیگ اتنا وسیع کام کرسکتی ہے کہ ہر شخص اس کا ممنون ہوگا۔ یہ کام نیشنل لیگ کے سوا کوئی کر ہی نہیں سکتا

گاندھی جی

نے اس طرف توجہ کی تھی۔ مگر وہ سود خوار لوگوں سے اتنا ڈرتے ہیں۔ کہ یہ کام نہیں کر سکتے۔ وہ ان کے جال میں بالکل بند ہیں۔ ان کے علاوہ

کسان سبھائیں

بھی ہیں۔ مگر وہ بھی یہ کام نہیں کرسکتیں۔ کیونکہ وہ بولشویک روس کی طرح بغاوت پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ اور کامیابی درمیانی راہ سے ہی ہوسکتی ہے۔ اور اسے لیگ ہی اختیار کر سکتی ہے۔

پانچویں نصیحت یہ ہے کہ ہر کام کرنے کے لئے

اعضاء کی ضرورت

ہوتی ہے۔ اس لئے پندرہ سے چالیس سال تک کے تمام دوستوں کی تنظیم کی جائے۔ اور احمدیہ کور کے اصول پر

کوریں بنائی جائیں

جن کا کام یہ ہو کہ ہر غریب اور مسکین کی امداد کریں کسی کا بچہ گم ہو جائے کوئی ڈوب رہا ہو تو اس کی مدد کریں کہیں آگ لگے تو اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔ انہیں تیرنا سکھایا جائے۔ اور ایسے رفاہ عام کے کام کرائے جائیں۔ جیسے سٹیشنوں پر جاکر مسافروں کو پانی پلانا ہے۔ جن مقامات پر ریلوے سٹیشن ہیں۔ وہاں کے دوست سٹیشنوں پر جاکر پانی پلائیں۔ کسی کا بچہ گم ہو جائے۔ اسباب گم ہو جائے تو تلاش میں مدد دیں۔ تا انہیں خدمت کی عادت پیدا ہو۔ یاد رکھو۔ جس قوم کو

خدمت کرنے کی عادت

نہ ہو۔ وہ ہمیشہ وقت پر فیل ہو جاتی ہے۔

محض ارادہ کسی کام نہیں آسکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے زیادہ پختہ ارادہ اور کس کا ہو سکتا ہے۔ مگر آپ بھی ہمیشہ

فوجی پریکٹس

کراتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد میں بھی کراتے تھے۔ ایک دفعہ حبشہ کے لوگوں کو آپ نے بلایا۔ اور ان سے فرمایا کہ فوجی کرتب دکھاؤ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم بھی دیکھنا چاہتی ہو۔ تو میرے کندھے کے پیچھے کھڑے ہو کر دیکھو۔ اسی طرح ایک دفعہ آپ باہر گئے۔ تو صحابہ

تیر اندازی کی مشق

کر رہے تھے۔ آپ نے کہا یوں کرو کہ دو گروہ ہو کر آپس میں مقابلہ کرو۔ پھر ایک گروہ میں آپ بھی شامل ہو گئے۔ اس پر دوسرے فریق نے کمانیں رکھ دیں۔ آپ نے فرمایا یہ کیا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ حضور کے مقابل پر ہم کس طرح تیر چلا سکتے ہیں۔ آپ ہنس پڑے اور الگ ہو گئے۔ تو ہر کام مشق سے ہوتا ہے۔ تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ ایک زمانہ میں جب طوفان آئے گا۔ اور دنیا غرق ہونے لگیگی اس وقت تم اسے بچا لوگے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر روز

تھوڑی تھوڑی مشق

کرتے رہو۔ وطن کی عزیز و اقارب کی اوقات کی۔ جان و اموال کی قربانی کی عادت ڈالو۔ روزانہ تھوڑا تھوڑا وقت کام کرو۔ سالانہ پارٹیاں بنا کر پروپیگنڈا کے لئے جاؤ۔ مثلاً چند احباب اکٹھے ہو کر بائیسکلوں پر جائیں۔ اور مدراس کا دورہ کریں۔ سرحد علاقہ تک گاڑی میں جائیں اور آگے بائیسکلوں پر دورہ کریں۔ پہلے سال وہ پارٹی صرف یہ لیکچر دے۔ کہ تنظیم کرو۔ دوسرے سال لوگ ان سے واقف ہو چکے ہونگے اور ان کی تحریک فوراً عملی تنظیم کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ

کچھ کام کر کے دکھاؤ

گاندھی جی کی نقل کر کے حکومت نے بھی کچھ روپیہ دیہات کی اصلاح کے لئے تجویز کیا ہے۔ مگر وہ روپیہ بھی برباد ہو جائے گا۔ کچھ بڑے بڑے افسروں کی تنخواہوں میں چلا جائے گا۔ اور کچھ دفتری ساز و سامان اور میزوں کرسیوں کی خرید میں۔ میں ایک دفعہ گورداسپور کا زراعتی فارم دیکھنے گیا۔ فارم کے انچارج صاحب جو آج کل ایک بڑے افسر ہیں مجھے فارم دکھا رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ زمیندار آتے تھے۔ جھک کر سلام کرتے اور کود کر الگ ہو جاتے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے فائدہ کیا اٹھا سکتے ہیں۔ یہ تو آپ کو ہوّا سمجھتے ہیں۔ حکومت جب تک ایسے افسر مقرر نہیں کرتی۔ جو ان میں سے ہوں۔ اور ان کی جگہوں پر جا کر ان سے بات چیت کریں۔ یہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ان لوگوں کو تجربات سرکاری خرچ پر کرانے چاہئیں۔ مثلاً

زراعت کا محکمہ

کسی کی حوصلہ افزائی اس طرح کر سکتا ہے۔ کہ چلو تم فلاں بیج کا تجربہ کرو۔ لگان ہم دیدیں گے اور کام بھی ہم کر دیں گے مصیبت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں تحریکیں بہت ہیں۔ مگر کام کرنے والے کم ہیں۔ شملہ میں ایک بڑے لیڈر نے ایک دفعہ مجھ سے پوچھا کہ

ہندوستان کا مستقبل

کس طرح درست ہو سکتا ہے میں نے جواب دیا کہ اگر تھوڑے سے سپاہی مل جائیں۔ وہ بہت حیران ہوا۔ کہ ہندوستان کی آبادی ۳۳ کروڑ ہے۔ کیا

تھوڑے سے سپاہی

بھی نہیں مل سکتے۔ میں نے کہا کہ ہمارے ملک میں ہر ایک لیڈر ہوتا ہے۔ سپاہی کوئی نہیں بنتا۔ اگر ایک کروڑ سپاہی ہو۔ ایک کروڑ نہ سہی پچاس لاکھ ہی ہو۔ پچاس لاکھ نہ سہی ۲۵ لاکھ ہی ہوں۔ بلکہ ایک لاکھ کام کرنے والے بھی ہوں۔ تو ملک کی حالت بدل سکتی ہے۔ مگر

شرط یہ ہے

کہ وہ عقل سے کام کرنے والے ہوں سؤر کی طرح حملہ نہ کریں۔ جو سیدھا جاتا اور نیزہ کھا لیتا ہے۔ پس ہر مقام پر

احمدیہ کوریں

بنائی جائیں۔ جو زیادہ تر رفاہ عام کے کاموں کی مشق کریں۔ اور جو اپنے عمل سے ثابت کر دیں۔ کہ ان کی نگاہ میں ہندو مسلم سکھ کا کوئی امتیاز نہیں۔ یہ پانچ موٹے اصول ہیں۔ جو میں بتاتا ہوں۔ ان پر اگر عمل کرو۔ تو ان کے اندر بہت سا مواد تم کو ملے گا۔ یہ لفظ تھوڑے ہیں۔ مگر مطالب بہت وسیع رکھتے ہیں۔ ان پر اگر عمل کرو۔ تو

بہت بڑے تغیرات

پیدا کر سکتے ہو۔ باقی رہا تقدیر کا پہلو۔ سو اس کے متعلق یاد رکھو۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنا مامور بھیج کر جو اس قدر عظیم الشان تفرقہ پیدا کر دیا ہے۔ وہ بلا وجہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے مخالف خواہ کتنی ہی عذرات کریں۔ لیکن اس میں کیا شبہ ہے کہ ہم ایسی باتیں ضرور کرتے ہیں۔ جو انہیں بری لگتی ہیں ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کی زندگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک ہے۔ مگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے اسلام کا کچھ رہ ہی نہیں جاتا۔ فی زمانہ مسلمان۔ تجارت۔ زراعت۔ صنعت و حرفت تعلیم اخلاق مال و دولت غرضیکہ ہر لحاظ سے تباہ حال ہیں۔ ان کے لئے صرف ایک ہی سہارا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے۔ اور کفار سے سب کچھ زبردستی چھین کر

مسلمانوں کے حوالے

کر دیں گے۔ اب ایک شخص اگر یہ سمجھے بیٹھا ہو۔ کہ فلاں آدمی جب مرے گا۔ تو ساری جائداد مجھے دیدے گا۔ لیکن وہ کہہ دے کہ میں نے فلاں کے حق میں ساری جائداد کی وصیت کر دی ہے تو اسے

کتنا افسوس

ہوگا۔ یہی حال مسلمانوں کا ہے۔ وہ سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے آئیں گے۔ تو غیر مسلموں کا سب کچھ

ہمارے حوالہ

کر دیں گے۔ لیکن ہم نے ان کے یہ سب خواب پریشان کر دئے۔ غور کرو ان کے نقطۂ نگاہ سے یہ

کتنا بڑا ظلم

ہے۔ جو ہم نے ان پر کیا۔ کئی ایک کی خیالی بادشاہتیں۔ کئی ایک کی تجارت اور کئی ایک کی بڑی بڑی زمینداریاں ہم نے ان سے چھین لیں۔ اور وہ چیزیں جن پر امید لگائے بیٹھے تھے۔ پھر غیروں کے قبضہ میں چلی گئیں۔ اور اس طرح ہم ان کے لئے کس قدر

اذیت کا موجب

ہوئے ہیں۔ اور ایسی حالت میں ان کو اگر ہم پر غصہ آئے تو وہ ایک حد تک مجبور ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ نے جو اس طرح ان کی امیدوں کو توڑا ہے۔ اس کے مقابل پر اگر وہ کوئی چیز قائم نہیں کرنا چاہتا۔ تو اس کی کیا ضرورت تھی ہیں وہ چیزیں جو اللہ تعالےٰ پیدا کرنی چاہتا ہے۔ وہ

نیکی تقویٰ دیانت اور امانت

ہے۔ اور تمہیں چاہیئے کہ غور کرو۔ کیا تم نے ان چیزوں کو قائم کر لیا ہے۔ اگر نہیں۔ تو اس قدر مخلوق کی امیدوں کو توڑنا زلازل لانا آگیں لگانا۔ کوئی معمولی بات نہیں۔ کیا وہ رحیم ہستی جو ذلیل سے ذلیل اور گنہگار سے گنہگار انسان کو بھی اپنے

دامنِ رحمت

میں چھپا لیتی ہے۔ اس نے یہ تباہی کے سامان یونہی پیدا کر دئے ہیں۔ کیا تم اپنے آپ کو اتنا پاکیزہ سمجھتے ہو۔ کہ یہ سب کچھ تمہاری خاطر ہو رہا ہے۔ کیا تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ تمہاری خاطر خدا نے دنیا کو تباہ کرنے کی ٹھان لی ہے۔ جب تک تم اپنے عمل سے یہ ثابت نہ کرو۔ کہ دنیا میں سے ہر شخص کا مال ہر شخص کی عزت و آبرو۔ تمہارے ہاتھوں میں محفوظ ہے جب تک تم دوسروں کے لئے اپنی

جان دینے کے لئے تیار

نہیں ہوتے۔ خدا تعالےٰ کو کیا ضرورت ہے۔ کہ پہلے ظالموں کو مٹا کر ان کی جگہ اور ظالم ہی قائم کرے خدا تعالیٰ

نیکی اور تقویٰ

چاہتا ہے۔ جب تم اسے قائم کرنے والے بن جاؤ گے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے ایسی نصرت نازل ہوگی۔ کہ دشمن خود بخود

جھاگ کی طرح

بیٹھ جائینگے۔ دنیا کی حکومتیں وزارتیں اور جائدادیں سب ہمارے لئے ہیں۔ مگر ہم ابھی اس معیار سے نیچے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور اگر اسے قائم کئے بغیر ہمیں یہ چیزیں مل جائیں۔ تو اللہ تعالےٰ پر اعتراض آتا ہے۔ کہ اس نے ایک ظالم کو مٹا کر اس کی جگہ دوسرا قائم کر دیا۔ پس جس وقت تک تمہارے دلوں میں جھوٹ۔ بددیانتی۔ فریب۔ دغا فساد وغیرہ کی کوئی ملونی بھی باقی ہے۔ اس وقت تک تم کسی

کامیابی کے مستحق

نہیں ہو۔ جب تک اپنے دلوں کو پاک نہ کرو تم کسی فتح کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ پس ضروری ہے۔ کہ تقدیروں کو بدلنے کے لئے قربانیاں کرو۔ جہاں لیگ تدبیروں سے کام لے۔ تم اپنے نفسوں کو بدل دو۔ تم میں کوئی

جھوٹا اور فریبی

نہ ہو۔ کوئی بددیانت نہ ہو۔ کوئی فسادی نہ ہو۔ تمہارا امام ہونے کی حیثیت سے مجھے تمہارے لئے سب سے زیادہ غیرت ہے۔ مگر میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے۔ تو میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ تم اس معیار پر پہنچ چکے ہو۔ کہ خدا تعالیٰ دوسروں کو مٹا کر تمہیں ان کی جگہ قائم کر دے۔ اور جب میں جو تمہارا امام ہوں۔ یہ خیال رکھتا ہوں۔ تو دوسروں پر تمہارا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ پس میری

آخری نصیحت

یہ ہے۔ کہ تقدیروں کو بدل دو۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ تمہارے سچ کے مقابلہ میں کسی کا سچ۔ تمہارے عدل و انصاف کے مقابلہ میں کسی کا عدل و انصاف تمہاری دیانت کے مقابلہ میں کسی کی دیانت ویسی ہی ماند پڑ جائے جیسے سورج کے مقابل میں دیا۔ تمہاری ہمدردی سگے والدین سے بھی زیادہ ہو۔ اور جس دن تم ایسے ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالےٰ تمہاری خاطر دنیا کو تباہ کرنے میں ذرا بھی دریغ محسوس نہیں کرے گا۔ جتنا تم اس مچھر کو مارتے ہوئے کرتے ہو۔ جو رات کو کاٹ کر تمہیں ستاتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۲

کی تعلیم آپ کہاں سے لے آئے۔ اسی طرح میری ایک دفعہ مسٹر کلفورڈ سے اسلام کے متعلق گفتگو ہوئی۔ میں نے انہیں اسلام کی تبلیغ کی۔ تو وہ کہنے لگے۔ کیا آپ مجھے ایسا ہی مسلمان بنانا چاہتے ہیں۔ جو غیر مذاہب کے لوگوں کا خون بہانا اپنا فرض قرار دیتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں اپنے جیسا مسلمان بنانا چاہتا ہوں۔ جو دنیا میں صلح و آشتی قائم کرنے کی کوشش کرے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے نام کی جسے لوگ ظلم و تعدی کا مجسمہ خیال کیا کرتے تھے۔ تعریف بدل ڈالی۔ اور ہمارا دشمن بھی یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا پر ثابت کر دکھایا۔ کہ اسلام صحیح معنوں میں امن اور صلح کا مذہب ہے۔ پس جس طرح ہم نے مذہبی حیثیت سے دنیا کی قیادت کی ہے۔ اسی طرح ہمیں سیاسیات میں بھی تغیر پیدا کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے جسے کافر کہا جاتا۔ اسے کشتنی اور گردن زدنی سمجھا جاتا۔ اس کی بیوی کو اٹھا لے جانا جائز اور اسکی جائداد چھین لینا روا سمجھا جاتا۔ غرض وہ تمام اسلامی اصطلاحیں جو ملاؤں کے ہاتھوں گھناؤنی اور بھونڈی شکل اختیار کر چکی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا مفہوم بدل ڈالا۔ اور ایک حیرت انگیز ذہنی تغیر پیدا کر دیا۔ سیاسیات میں یہی خیال کیا جاتا ہے کہ عدم تعاون اور حکومت کے قانون کی خلاف ورزی کئے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہم خدا کے فضل سے شریعت اور قانون کے ماتحت رہتے ہوئے اپنا مقصد حاصل کر کے دکھا دیں گے اور ہماری نیشنل لیگ خدا کے فضل و کرم سے عظیم الشان کام کر کے دکھائے گی۔

معلوم ہوتا ہے۔ حکومت پنجاب کی کل کچھ ایسی بگڑی ہے۔ کہ وہ وفادار کو غیر وفادار اور باغی کو وفادار سمجھ رہی ہے ہم نے قانون کی پابندی کرتے ہوئے حکومت کو بتانا ہے کہ وہ غلطی کر رہی ہے کسی نے کہا تھا۔ انگریز سے دشمن کو کوئی خوف نہیں کرنا چاہیئے اور دوست کو کوئی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ مگر ہم ملک معظم

اور حکومت برطانیہ کے ہمدرد ہیں اور ہمدرد رہیں گے۔ لیکن ہم نے سلسلہ کی عظمت اور اس کے وقار کو مخالفوں کے حملوں سے محفوظ رکھنا ہے۔ اس لئے آپ کو چاہیئے۔ کہ اس مقصد کے حصول کے لئے ہر قسم قربانی کے لئے تیار ہو جائیں۔ جس کا مطالبہ کیا جائے۔

کام کرنے کے لئے جس نظام کی ضرورت ہوتی ہے اس کے دو ضروری پرزے پریذیڈنٹ اور سکرٹری ہوتے ہیں ہم نے نیشنل لیگ کی مجلس عاملہ کا صدر جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کو منتخب کیا ہے۔ امید ہے آپ سب اس انتخاب سے متفق ہونگے۔ (سب نے اتفاق کا اظہار کیا) لہٰذا اب ہمارے لئے آپ کے احکام کی تعمیل فرض ہے۔ اور لازم ہے کہ آپ جو کچھ فرمائیں۔ اس پر لبیک کہتے ہوئے ہم آگے بڑھیں۔ یاد رکھو۔ کوئی قوم ترقی نہیں کرتی جب تک وہ خدمت مخلوق کو اپنا نصب العین نہ بنائے۔ لیگ کے لائحہ عمل میں یہ بات بھی داخل ہوگی۔ آخر میں احمدیہ کور قائم کرنے کی تحریک کرنے کے بعد تقریر ختم کی

شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کی تقریر

آخر میں شیخ محمود احمد صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

حضرات۔ میں آج کوئی لمبی تقریر کرنا نہیں چاہتا۔ صرف چند باتیں ہیں۔ جو آپ کے گوش گزار کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ مجلس عاملہ نے مجھے نیشنل لیگ قادیان کا صدر منتخب کیا تھا۔ اور اس کے بعد اب آپ صاحبان نے اس انتخاب کے ساتھ اپنے اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے اس کی تصدیق کر دی ہے میں اس عزت افزائی پر احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اپنی ذات میں میں اپنے آپ کو ہرگز اس منصب کا اہل نہیں پاتا۔ لیکن چونکہ جماعت چاہتی ہے۔ کہ میں خدمت بجا لاؤں تو میں حاضر ہوں۔ اور اعلان کرتا ہوں۔ کہ آج سے میں سلسلہ کے مفاد اور اس کی حرمت کے تحفظ کے لئے ہر وقت ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ خواہ اس کے

لئے مجھے جان دینی پڑے۔ یا قید و بند کی مصیبت برداشت کرنی پڑے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہی جذبہ ہر احمدی کے دل میں موجزن ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ اب باتوں کا وقت گزر گیا۔ عمل کرنے کا زمانہ آگیا ہے۔ اس کے مطابق میں سمجھتا ہوں۔ کہ قادیان کا ہر احمدی ہمارا رضاکار ہے۔ اور ہم حق رکھتے ہیں۔ کہ جس وقت چاہیں۔ اور جو چاہیں اس سے کام لیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا۔ جو اس سے پیچھے رہے۔ لیکن اس فرض کے لئے کہ ہمارا تمام کام ایک نظام کے ماتحت ہے آپ لوگوں میں سے جن کا نام نیشنل لیگ کے ممبروں میں درج رجسٹر نہیں۔ وہ اپنا نام رجسٹر میں درج کرائے۔

صبح چند نوجوان میرے پاس یا مولوی ظفر محمد صاحب سکرٹری نیشنل لیگ کے پاس پہنچ جائیں۔ اور ہم سے نیشنل لیگ کے داخلہ کے فارم لے کر ان اصحاب سے جو ممبر بننا چاہیں۔ فارم پُر کرائیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں موجود ہوتے۔ اور آپ رضاکاروں کا ایک چیش تیار کرتے۔ تو ہر احمدی نام لکھانا فخر سمجھتا۔ اگر حقیقت یہی ہے۔ تو میں بتاتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا تھا۔ کہ آپ کو پانچ ہزار سپاہی دیئے جائیں گے۔ انہی پانچ ہزار سپاہیوں کا اس وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے مطالبہ فرمایا ہے یہی وہ لشکر ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ میں پوچھتا ہوں اب آپ لوگوں میں سے کون ہے۔ جو اس لشکر میں شامل ہونا پسند نہیں کرتا (چاروں طرف سے آوازیں کہ ہم اس لشکر میں شامل ہونے کے لئے ہر وقت تیار ہیں)

پس چند نوجوان صبح فارم لے کر ایک مکمل فہرست نیشنل لیگ کے ممبروں کی تیار کریں۔

(اس پر بہت سے نوجوانوں نے اپنے آپ کو پیش کیا)

اس کے بعد دوسری بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں۔ کہ ہمیں یہ کامل یقین ہے۔ کہ جماعت احمدیہ حق کی مضبوط چٹان پر کھڑی ہے اس وقت ہم پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ ہمارے خلاف جھوٹا اور ناپاک پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اور مختلف قسم کے ہتھیاروں سے دشمن ہم پر حملہ آور ہو رہا ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی